پیغمبر عظیم الشان کی انتظامی خصوصیات

مؤلف: ڈاکٹر جعفر تابان
مترجم : مولانا جعفر زیدی

مسلمان محققین کی اکثریت جس چیز کو اسلامی حکومت کا بنیادی رکن اوراس کا معاون و مددگار جانتی ہے وہ مشاورت وہمفکری ہے۔ قرآن کریم نے چند جگھوں پر اس اہم موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی اہمیت یاد دلائی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس اصل سے بخوبی استفادہ کیا اور آنحضرت کی انتظامی سیرت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مشاورت اور مشورہ کرنے کی ثقافت، انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام مراحل میں اہم مقام رکھتی ہے۔ مسلمان مفکرین نے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لئے، قرآن اور روایات نبوی سے الہام لیکر وسیع تحقیقات انجام دی ہیں۔

امام خمینیؒ فیصلہ کرنے کے مختلف مواقع پر اور حکومتی امور کی انجام دہی کے موقع پر عوامی رائے کو معیار قرار دیتے ہیں، اسی بنیاد پر جمہوری اسلامیہ ایران کے آئین میں مختلف فیصلوں میں عوام کی موجودگی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای نے بھی مختلف مواقع پر اس نظام کے عوامی ہونے اور مختلف حکومتی فیصلوں میں عوامی مشارکت پر تاکید کی ہے۔ اہل سنت کی عظیم شخصیت، سید قطب مشورت کو تیسرا اصل اور زندگی کے اصول میں سے ایک اہم اصل جانتے ہیں اور محمد رشید رضا، صاحب تفسیر المنار مشورت کو حکومت کا اہم ترین قاعدہ مانتے ہیں۔ در اصل اسلام کے سیاسی فلسفے میں مشورت اور ہم فکری کا اہم مقام ہے۔

قرآن کریم کی آیات اوراسی طرح روایات معصومینؑ میں خصوصاسیرت نبی مکرمؐ میں غور وفکر کرنے سے انسان اس نکتہ کو جان جاتا ہے کہ مشورت انفرادی اور اجتماعی فیصلوں میں ایک اہم اسلامی اصول ہے۔

آج کل عوامی حکومت اور مشورت کے اصل کو، وہ بھی ناقص طور پر جانا جاچکا ہے اور عوامی اور بین الاقوامی اداروں میں اس اصل کے مطابق فیصلوں پر تاکید کی جاتی ہے جس سے اس عمل کی اہمیت اجاگر

ہوتی ہے۔ اس کے باوجود، قرآن کریم کی اس موضوع پر نگاہ اور نبی کریمؐ کا اس پر اہتمام اس اصل کی گہرائی اور اہمیت کو اوراجاگر کرتا ہے۔ اس مقالہ میں اس موضوع کو اور اس کی اہمیت کو، آیات وروایات کے منظر میں اور سنت نبویؐ کی تاکید کے ساتھ، بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اسی طرح یہ کوشش رہے گی کہ وحی وسیرت نبویؐ کے پاک دھارے سے چند عملی نکتوں کا جائزہ لیا جائے۔

شورا یا مشاورتی کاونسل: معنا و مفہوم

شورا لغت میں فراہمی، پیشکش یا ایک پوشیدہ نفیس اور اچھی چیز کو ظاہر کرنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ معنی اس وجہ سے ہے کہ مشورت کرنے میں جو کچھ مشورت کرنے والے کے لئے چھپا ہوا ہے، مشورہ دینے والے کے ذریعہ آشکار ہوجاتا ہے۔ کچھ لوگ شورا کو شار العسل یعنی چھتے سے شہد باہر نکالنے کے مفہوم میں لیتے ہیں۔ یہ معنا مشورہ کے عمل میں دقت نظری اور تحمل کو پہنچاتا ہے، کیوں کہ چھتے میں سے شہد کو آرام سے باہر نکالا جاتا ہے (معجم اللغۃ)۔ اس کے علاوہ مشورت کی وجہ سے کام زیادہ آرام وسکون اور صبر وتحمل کے ساتھ انجام پاتا ہے (مصباح المنیر، مادہ شور)۔ اسی بناپر، شورا کے مفہوم میں، وضاحت، شرح اور اس جیسے مفاہیم کا لحاظ کیا گیا ہے (صحاح اللغۃ) ۔ کیوں کہ یہ لغت وسیع پہلوؤں پر نظر رکھتی ہے اسی وجہ سے مختلف جگہوں پر استعمال ہوتی ہے، اور انفرادی اور اجتماعی کاموں کے سانچوں میں نمایاں ہوئی ہے، اور اسے مختلف اصطلاحی اور لغوی معنا دئے گئے ہیں، جیسے سلامتی کاؤنسل، مجلس شورائے اسلامی، ثقافتی انقلاب کی کاؤنسل، شورائے نگہبان، شورائے تامین شہر اور گاؤں کی شورا وغیرہ۔

انسان کی فکری اور روحانی کمزوریاں اور ہم فکری کی اہمیت

تمام مخلوقات عالم کے درمیان انسانوں میں کچھ خاص صلاحیتیں موجود ہیں۔ انسان کی خلقت عقل اور محبت، عشق اور تفکر، معرفت اور توجہ کا مجموعہ ہے اور یہ سب پہلو اپنی جگہ پر انسان کے کمال میں اہم درجہ رکھتے ہیں۔ قرآن کی نظر میں انسان ایک دو جہتی موجود ہے، اس کا مادی پہلو خاک سے پیدا ہوا ہے، اور دوسرا اس کا معنوی پہلو ہے جس کو قرآن میں روح الٰہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس بناپر علم اور تفکر انسان

کی دو اہم خصوصیات ہیں: یَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ[۱]۔خدا صاحبانِ ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے۔

اور دوسری جگہ فرماتا ہے: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[۲]، کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ان کے برابر ہو جائیں گے جو نہیں جانتے ہیں؟

انسان کا یہ مقام، اس بات کا باعث بنتا ہے کہ اس کے رشد اور کمال میں برتری کے ساتھ اس کے غلط رویے اور غلط راستے پر جانے کی صورت میں اس کا نقصان اور خسارہ بھی بہت زیادہ ویران کر دینے والا ہو۔ خدا نے انسان کو مختار خلق کیا ہے تاکہ اپنی مرضی و آگہی اور اختیار سے زندگی بسر کرے لیکن اس کی معلومات و آگہی کا دائرہ بہت محدود ہے اور بہت سے مواقع پر جو کچھ وہ انجام دیتا ہے اس کے نتائج سے واقف نہیں ہوتا۔ قرآن نے انسان کی اس محدودیت کو نہایت اچھے انداز میں بیان کیا ہے: وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر دوسروں کی طرف جانا اور ان سے گفتگو کرنا ایک ضرورت کی بنا پر، انسان کی آگہی کے دائرے کو بڑھا دیتا ہے، اور ایک بہتر فیصلے کے امکانات کو زیادہ کر دیتا ہے۔ ایک انسان جتنا بھی متفکر، عاقل اور دانشمند ہو، بالاخر ایک فرد ہے۔ جب دوسروں کے ساتھ مشورہ کرتا ہے تو اس کی عقل اور سوچ کو دوسروں کے ذریعہ مزید طاقت ملتی ہے، اور طبیعتاً اس کی غلطی کرنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

انسانی معاشرے کی ترقی اور کمال، اور انسان کا فطری طور پر ترقی کا خواہاں ہونا اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے پھیلاؤ اور پیچیدگیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، ایسا لگتا ہے کہ خود پسندی اور دوسروں کی تجربیات سے فائدہ نہ لینا، ترقی نہ کرنے کے برابر ہے اور انسان کی فطری خواہش سے تضاد رکھتا ہے۔ اسی بناپر دوسروں سے رابطہ کرنا اور ان کے افکار اور آراء سے استفادہ کرنا، فیصلے کرنے کی صلاحیتوں کو بڑھا دیتا ہے اور نقصان کی آفتوں سے بچاتا ہے۔

۱۔ سورہ مجادلہ، آیت ۱۱
۲۔ سورہ زمر، آیت ۹

ایک اور اہم مسئلہ انسانوں کے حقوق پر توجہ دینا ہے، خاص کر ایسے مقامات پر جہاں فیصلے ان کے مستقبل پر اثرانداز ہوتے ہیں اور انسانوں کی اجتماعی زندگی میں، جس کو قبول کرنے کے سوا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ لوگوں کی خواہشیں بہت سی جگہوں پر ایک دوسرے سے تضاد رکھتی ہیں، ایسے حالات میں، انسانوں کے حقوق کا حصول صرف مختلف لوگوں کی آراء سے استفادہ کرنے سے منسلک ہوتا ہے اور اسکے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں، اور آج کل انسانی معاشرے کوشش کر رہے ہیں کہ کچھ حدتک اس بات پر توجہ دیں۔

جو کچھ بیان ہوا اس بنا پر، مشورہ کرنا زندگی کی اہم ضروریات میں سے ایک ہے اور اس سے لاپروائی یا اسے چھوڑ دینا، نا قابل تلافی نقصانات کو جنم دیتا ہے۔اسی بنا پر اور قرآنی تاکید کی وجہ سے پیغمبر اکرمؐ باوجودیکہ علم الہٰی کے لازوال ذخیرے سے جڑے ہونے کی وجہ سے کسی کے مشورہ کے محتاج نہیں تھے لیکن آپؐ نے اس اہم مسئلہ پر خاص توجہ دی اور اپنی سیرت میں اس پر پابندی کی۔

اسی طرح علمائے دین بھی مشاورت اور مشورہ کے مسئلے پر اور ماہرین سے رجوع کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ یہ حضرات رسالہ عملیہ (توضیح المسائل) اور فقہی مباحث میں جب تقلید کے موضوع پر پہنچتے ہیں، تو اس موضوع پر توجہ دلاتے ہیں، اور خاص کر اس کی دلیل کو عرف عقلا جانتے ہیں (کفایہ الاصول، ۲، مبحث تقلید) اسی بناپر، فیصلہ کرنے اور کاموں کو انجام دینے کے لئے، ماہرین سے مشورت کرنی چاہئے۔

مشورت کی اہمیت کی وجہ سے اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین میں اس بات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ امام خمینیؒ اسلامی جمہوریہ کے ابتدائی دنوں سے ہی، نوع حکومت کے انتخاب کے لئے عوامی رائے کے پابند رہے اور عوام سے اس بات کی درخواست کی وہ استصواب عامہ میں شامل ہو کر اپنی رائے کا اظہار کریں۔ اسلامی جمہوریہ نظام میں مشاورتی ادارے، چاہے وہ اعلیٰ سطحی ادارہ ہوں یا شہر اور گاؤں کے مشاورتی ادارے، قرآن، روش اور سیرت رسول اکرمؐ سے متاثر ہو کر تشکیل پائے ہیں۔ رہبر معظم کی امور کو بہتر طور پر انجام دینے کے لئے ہم اندیشی اور مشاورت پر تاکید، اسی سوچ سے اخذ کی گئی ہے۔

قرآن میں مشورت

قرآن کریم میں بہت سی ایسی آیات موجود ہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ مشورہ کرنے کے عمل کو اسلامی حکومت کی ایک روش بتاتی ہیں اور قرآن کریم کی تین آیتوں میں اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے، :

پہلی آیت:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۔[۱]

ترجمہ: پیغمبر یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر تم بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے لہٰذا اب انہیں معاف کردو۔ ان کے لئے استغفار کرو اور ان سے امر جنگ میں مشورہ کرو اور جب ارادہ کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو کہ وہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں پروردگار کھلے الفاظ میں پیغمبرؐ کو حکم دیتا ہے کہ مومنین اور مسلمانوں سے مختلف امور میں مشورہ کریں۔ اس آیت کے بارے میں مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت جنگ احد کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اس وقت جب پیغمبر اکرمؐ اصحاب سے مشورہ کرنے کے بعد احد کی پہاڑیوں پر مشرکین سے مقابلے کرنے گئے[۲]۔ جنگ کا نتیجہ بظاہر مسلمانوں کی شکست تھا لیکن اس جنگ کی وجہ سے مسلمانوں نے بہت قیمتی تجربے حاصل کئے۔ گرچہ پیغمبرؐ اور بعض دیگر اصحاب کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں ہی رکیں اور شہر کے اندر سے دفاع کریں، لیکن اپنی زندگی کے اختتام تک، رسول اکرمؐ نے ان دلیر اور شجاع جوانوں کو جنہوں نے احد کی طرف جانے کا مشورہ دیا تھا، مورد الزام نہیں ٹھرایا۔

۲۔ اس آیت شریفہ میں، امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ. علمائے علم اصول کہتے ہیں صیغہ امر واجب ہونے پر دلالت کرتا ہے[۳]۔ اسی بنا پر مشورت کرنا حتی رسول اکرمؐ کے لئے بھی واجب ہو جاتا ہے۔ اس جگہ پر یہ بحث باقی رہ جاتی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ مقام عصمت اور علم لدنی کے مالک ہیں، کس طرح ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ عوام سے مشورہ کریں؟ جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ مؤمنین پر واجب ہوتا ہے وہ پیغمبرؐ پر بھی واجب ہوا۔ پیغمبرؐ پر یہ حکم اس وجہ سے ہے کہ دوسرے لوگ اور اہتمام کے ساتھ، مشورت کے امر پر عمل کریں، اور مشورت اور دوسروں کی فکر اور ذہنی صلاحیتوں سے فائدہ لینے کا

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۵۹

۲۔ تفسیر قمی، ص ۱۰۱؛ تاریخ یعقوبی، ج ۱، ۴۰۶

۳۔ اصول فقہ مظفر، ص ۵۹؛ کفایۃ الاصول، ج ۱، ص ۸۳

کلچر اسلامی معاشرے میں رائج ہوسکے۔ البتہ جب پیغمبرؐ مشورہ لیتے تھے، تو اصحاب و انصار روحی اور شخصیتی لحاظ سے طاقتور بنائے جاتے تھے، اور وہ فردی اور اجتماعی امور میں احساس ذمہ داری کرتے تھے۔

۳۔ امر کا لفظ اس آیہ شریفہ میں، مطلق ہے اور کسی خاص چیز پر اشارہ نہیں کرتا، اسی وجہ سے لازم ہے کہ اجتماعی اور ذاتی اور اجرائی تمام امور میں مشورہ لیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ظاہری شکست، جیسے جنگ احد میں ملی، اس بات کا باعث بنے کہ مشورت جیسے اہم امر اور عوام کا انتظامی معاملات میں شامل ہونا روک دیا جائے۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ احکام شریعت اور ان کی پیروی کرنا اس حکم میں شامل نہیں ہوتا، اور سب کو ان کی پیروی کرنی ہوگی، بلکہ جو بھی مشورہ کیا جائے وہ اس چوکھٹے کے اندر کیا جائے۔

۴۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس آیہ مبارکہ میں رسول اعظمؐ کو حکم دیتا ہے کہ: "اگر کوئی فیصلے کرو تو اللہ پر توکل کرو" یعنی فیصلہ کرنے کے بعد، کسی قسم کے مشورہ کی جگہ نہیں بچتی اور اس فیصلہ کو بنا کسی تردید کے عملی جامہ پہنا دینا چاہئے، لیکن یہ بات کہ کیا پیغمبرؐ کے تمام فیصلے مشورہ کے پابند ہونے چاہئے، یہ ایک الگ بحث ہے۔ طبیعی طور پر جب پیغمبرؐ، کسی سے مشورہ کرتے تھے تو اس مشورہ کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ اور عمل کرتے تھے اور اگر کبھی مشورہ کا مطلوب نتیجہ نہ نکلتا تو، مشورہ کے اصل کو مورد الزام نہ ٹھرایا جاتا، بلکہ طرفین مشورہ، یہ کوشش کرتے کہ مزید درستگی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ، ہمفکری اور دینی رائے کا اظہار کریں اور دقیق مشورہ کو چنیں۔ پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ کوشش کرتے تھے کہ عوام کی تربیت اور ہدایت کا کوئی موقع ضائع نہ ہو۔ لیکن مجموعی طور پر بعض جگہوں پر جو کچھ رسول اکرمؐ فرماتے تھے، سب شوق اور رغبت کے ساتھ اس پر عمل کرتے تھے کیوں کہ وہ اچھی طرح جان چکے تھے کہ پیغمبرؐ کبھی اپنی بات کو عوام پر تھوپنے کے حق میں نہیں تھے، اور انکی صلاح اور سعادت کے سوا کسی دوسری چیز کے بارے میں نہیں سوچتے تھے۔

دوسری آیت

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ [۱] اور آپس کے معاملات میں مشورہ کرتے ہیں۔ یہ آیہ شریفہ مومنین کی ایک خصوصیت بیان کرتی ہے کہ ان لوگوں کے کام اور فیصلے مشورہ کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں دو معنی بیان کئے گئے ہیں۔ ایک معنی میں وہ مومنین ہیں جو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے مشورہ کرتے

۱۔ سورہ شورا، آیت ۳۸

ہیں۔ دوسرے معنی میں شوریٰ کا لفظ مصدر بیان کیا گیا ہے، اسی بناپر آیت کا معنی و مفہوم کچھ اس طرح ہے: مؤمنین کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے، اگر معنیٰ کا لحاظ کیا جائے تو اس جملے میں اس بات کا اشارہ ہے کہ مؤمنین اہل رشد ہیں اور صحیح اور دقیق رائے حاصل کرنے میں ظرافت سے کام لیتے ہیں، اور اسی لئے صاحبان عقل کی طرف رجوع کرتے ہیں[1]۔

دوسرا نکتہ یہ کہ یہ آیہ مبارکہ، جملہ خبریہ کے طور پر بیان ہوئی ہے اور علم اصول میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جملہ خبریہ، انشائیہ اور امر پر زیادہ دلالت کرتا ہے[2]۔ یہ آیت مشورہ کی اہمیت اور ضرورت کی تصدیق کرتی ہے اور امر مطلق طور پر بیان ہوا ہے۔ اسی بناپر، یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ تمام فردی، اجتماعی، سیاسی اور اجرائی امور، مشورے کے ساتھ انجام پائیں، لیکن احکام شریعت اللہ کی جانب سے اعلان ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے ان میں مشورہ لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تیسری آیت

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ... فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا[3]۔ ترجمہ: اور مائیں اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلائیں گی ...پھر اگر دونوں باہمی رضامندی اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔۔

یہ آیہ مبارکہ اولاد کو ماں کا دودھ چھڑانے کے بارے میں ہے۔ قرآن نے یہاں پر بھی مشورہ کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور یہ جملہ حرف فاء کی وجہ سے اس کے حصے کرتا ہے، اور اس حق کی تشریح کرتا ہے جو پہلے بیان ہوا، اور جو نقصان اور حرج ہے اس کو درمیان سے ہٹادیتا ہے، پس عورت پر حضانت اور دودھ پلانا واجب اور تبدیل ناپذیر نہیں، بلکہ ایسا حق ہے جس کو استعمال یا ترک کرسکتی ہے۔ اس بارے میں فیصلہ کرنا زوجین کے درمیان مشورت پر موخر ہے۔

۱۔ طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، ج ۹۳، ص ۱۸

۲۔ مظفر، ج ۱، ص ۶۴؛ کفایۃ الاصول، ج ۱، ۹۲

۳۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۳۳

سیرہ پیغمبر اکرمؐ اور احادیث میں مشورت کا مقام

رسول اکرمؐ کی زندگی میں ملتا ہے کہ آپؐ مختلف امور میں اپنے اصحاب و انصار کے ساتھ مشورہ کرتے تھے؛ یہاں پر کچھ مثالوں کی جانب اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ جنگ احد سے پہلے جب قریش اپنی فوج کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی جانب جاتے ہیں تاکہ جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لے سکیں، بعض شجاع مسلمان جوانوں کا یہ سوچنا تھا کہ مشرکین سے جنگ کے لئے مدینہ سے باہر جانا چاہئے اور شہر کے باہر ان سے مقابلہ کرکے ان کو شکست دی جائے۔

دوسرے گروہ کا یہ خیال تھا کہ شہر میں ہی رک کر ان کو شکست دیں۔ بالاخر مشورت کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ شہر سے باہر جایا جائے اور احد کی پہاڑیوں پر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ مسلمان ابتدا میں کامیاب ہو جاتے ہیں لیکن جیسے ہی بعض محافظ جو پہاڑ کے کٹاو کی حفاظت پر مامور تھے، جنگی غنیمت جمع کرنے کے لئے اپنی جگہ سے ہٹتے ہیں، دشمن اسی جگہ سے ان لوگوں پر دوبارہ حملہ کر دیتا ہے، اور مسلمان مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حضرت حمزہؑ شہید اور رسول اکرمؐ زخمی ہو جاتے ہیں؛ لیکن اس جنگ کی وجہ سے بھی مسلمانوں کو بہت سے برکتیں اور عبرتیں ملتی ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ خود مدینہ میں رکنے کے خواہاں تھے، لیکن کبھی بھی ان لوگوں کی جو مدینہ سے باہر جانا چاہتے تھے، جنگ کے نتیجے کی وجہ سے سرزنش نہیں کی۔ یہ مسئلہ بخوبی ثابت کر دیتا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کی سیرت میں مشورہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے[1]۔

۲۔ پانچ ہجری میں کفار اور مشرکین ایک بار پھر اپنے اور اپنے ہم پیمان قبائل کے تمام تر امکانات کے ساتھ، مدینہ میں مسلمانوں کی جانب جاتے ہیں جو جنگ احزاب یا خندق کا باعث بنے، اس جنگ میں مختلف مراحل میں اہم مشورے کئے گئے:

یہ سلمان فارسی، رسولؐ کے ایرانی صحابی تھے جو ایرانیوں کی جنگوں کا تجربہ رکھتے تھے اور شہر کے دفاع کے لئے انہوں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور مسلمانوں نے ان کے اس مشورے کو پسند کیا[2]۔

۱۔ تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۴؛ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۱۸۹

۲۔ تاریخ یعقوبی، ج۱، ص ۹؛ تاریخ طبری، ج ۳، ص ۲۳۳؛ ابن معاد، ج ۲، ص ۱۷۸؛ ابن کثیر، الکامل فی التاریخ، ص ۱۷۸

جنگ کے دوران بعض عرب قبائل کی رسول اکرمؐ کے ساتھ اس بات پر مفاہمت ہونے والی تھی کہ وہ مشرکین کی مدد نہ کریں اور مسلمانوں کا ساتھ دیں، اس کے بدلے میں، ہر سال مدینہ کی ۱/۳ کھجور کی فصل ان کو دی جائے۔ سعد بن عباد اور سعد بن معاذ نے جو پیغمبرؐ کے ساتھیوں میں سے تھے اور اوس و خزرج کے قبائل کے سردار تھے، عرض کیا کہ ہم شرک اور کفر کے وقت بھی ایسا کام نہیں کرتے تھے۔اب جب اسلام اور ایمان کی وجہ سے ہمیں عزت ملی ہے تو ایسا کرنا صحیح نہیں۔ پیغمبرؐ نے بھی ان کی اس رائے کا احترام کیا اور یہ معاہدہ انجام نہیں دیا گیا اور مسلمان جنگ خندق (احزاب) میں قابل توجہ کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں بھی جنگ احد کی مانند اس بارے میں کہ شہر میں رہ کر دفاع کیا جائے یا شہر سے باہر جائیں، مشورہ کیا گیا اور بالاخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ شہر میں رک کر شہر، مسلمانوں اور در حقیقت تمام اسلام کا دفاع کیا جائے، اور رب العزت نے مدد کی اور مسلمانوں کو ایک اہم کامیابی، خاص کر حضرت علیؑ کے ہاتھوں عمر بن عبدود کی ہلاکت کے بعد، حاصل ہوئی۔ یہ بھی ایک اہم اور موثر مشورہ تھا جو اسلام اور مسلمانوں کی قسمت پر اثر انداز ہوا۔

پیغمبرؐ سے جب یہ سوال پوچھا گیا کہ حزم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: صاحبان عقل کے ساتھ مشورہ کرنا اور ان کی پیروی کرنا حزم ہے۔ اس حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے، رسول اکرمؐ کے نزدیک مشورہ کرنے کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت علیؑ بھی جو رسول اکرمؐ کے جانشین ہیں، فرماتے ہیں:

من استبد برایه هلك و من شاور الرجال شارکهم فی عقولهم ، جو صرف اپنے فیصلے پر عمل کریگا، ہلاک ہو جائے گا، اور جو دوسروں کے ساتھ مشورہ کرے گا، وہ ان کی عقل میں حصہ لیگا[۱]۔ لغت کی کتابوں میں بھی مشورہ کو استبداد کا ضد بتایا گیا ہے۔ ایک شخص کی سوچ ایک خاص حد تک حقائق تک پہنچ سکتی ہے، جب دوسروں کے افکار بھی اس کے ساتھ رکھے جاتے ہیں، تو اس کی عقل مزید مکمل ہو جاتی ہے اور بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔

۱۔ نہج البلاغہ، حکمت ۱۵۲

تمام اجتماعی، سیاسی، اور حتیٰ کہ فوجی امور میں رسول اکرمؐ جب صلاح جانتے تھے تو اصحاب کے ساتھ مشورہ کرتے تھے۔ البتہ یہ بات واضح ہے کہ اسلام کے احکام پر مشورہ نہیں ہوتا تھا، کیونکہ وہ تو شارع مقدس کے ذریعہ تمام مسلمانوں حتیٰ رسول اکرمؐ پر تفویض ہوتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ اور اصحاب پر مشورت کے آثار

۱۔ اصحاب و انصار کو اہمیت دینا: پیغمبر اکرمؐ مشورت کے ذریعہ اپنے پیروکاروں کو اہمیت دیتے تھے اور ان لوگوں پر جو دوسری حکومتوں میں ٹھکرا دئے گئے تھے، توجہ دیتے تھے۔

۲۔ایک مشورے کے عمل میں رسول اللہؐ کے اصحاب، فکری بلوغ اور عقلی کمال تک پہنچتے تھے، کیوں کہ مناظرہ اور علمی بحث انسان کے فکری بلوغ میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

۳۔ایک معاشرے کو چلانے کے لئے، لائق اور باصلاحیت لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے اور مشورہ کے دوران افراد کی صلاحیت نظر آتی ہے ۔

۴۔ پیغمبر اکرمؐ گرچہ خود معصوم تھے لیکن انہوں نے اپنے اصحاب کو یہ سکھایا کہ مشورے کے ذریعہ اپنے فیصلے میں غلطیوں کو کم کریں۔ طبیعی طور پر ایک انسان جتنا بھی فکری لحاظ سے طاقتور ہو، پھر بھی غلطی کر سکتا ہے، لیکن جتنا بھی ایک انسان دوسروں خاص کر اہل فن کے ساتھ مشورہ کرتا ہے، غلطی کرنے کا احتمال کم سے کم ہو جاتا ہے۔

۵۔ کسی بھی نظام کے ذمہ دار افراد پر نظارت کرنے کے لئے کچھ افراد کی ضرورت ہے تا کہ وہ ذمہ دار افراد عدالت کی حدود سے باہر نہ نکلیں اور اپنی طاقت کا غلط استعمال نہ کریں۔ بہترین نظارت عوام کے ذریعے ہو سکتی ہے جو کہ مشاورتی کونسل کے ذریعے بالواسطہ یا بلاواسطہ نظارت کر سکتے ہیں۔

مشاورتی کونسل کے ضوابط اور معیار:

مشاورتی کونسل کے اپنے مخصوص ضوابط اور قوانین ہوتے ہیں، جو مختلف مراحل میں کام آتے ہیں۔ مرحوم نائینی صرف قانون ساز اسمبلی کی بحث میں، شورا کو بیان کرتے ہیں لیکن کہا جا سکتا ہے کہ زندگی کے تمام اجتماعی اور فردی مراحل میں، سوائے احکام شریعت کے جملہ امور میں مشورہ کرنا چاہئے۔ مشاورتی کونسل کا طریقہ کار، عرفی اور عقلانی بحث ہے، جس کی تفصیلات شرع مقدس میں بیان نہیں ہوئی ہیں، اور عرف اور قانون اس کو بیان کرتے ہیں۔

اسی بنا پر مشورہ لینے کا طریقہ کبھی پارلیمنٹ، مصلحت نظام کی مشاورتی کاؤنسل، شہر اور گاؤں کی مشاورتی کاؤنسل وغیرہ کے ذریعے انجام پاتا ہے اور مشاورتی کونسل کے لئے کسی خاص نمونہ عمل کا معین کرنا ممکن نہیں اور ضروری بھی نہیں، وقت اور مکان کے حساب سے یہ مختلف اشکال میں ڈھل سکتا ہے۔

سید قطب کہتے ہیں: جس طرح مسلمانوں کے لئے نماز کو ترک کرنا جائز نہیں بالکل اسی طرح مشورت کو ترک کرنا بھی جائز نہیں، خاص کر ان کاموں میں جو معاشرے کی عمومی مصلحتوں سے مربوط ہوں[۱]۔ سید محمد باقر الصدر بھی اس بات سے متفق ہیں[۲]۔

ان سب کے باوجود بعض علمائے اسلام مشورت کو واجب نہیں جانتے اور اس کے نتائج پر عمل کرنے کو ضروری نہیں سمجھتے، شاید اس کی دلیل یہ ہو کہ قرآن میں پیغمبرؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ امت سے مشورہ کریں۔ ہم اگر مشاورتی کاؤنسل کے نتائج پر عمل کرنا ضروری سمجھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبرؐ جو معصوم ہیں اور علم لدنی رکھتے ہیں ان کو بھی ان نتائج پر عمل کرنا پڑے گا۔ اس مسئلہ کا جواب دینے کے لئے مختلف راستوں پر غور کیا جا سکتا ہے:

۱۔حکومتی سربراہ کیلئے مشاورتی کاؤنسل کے نتائج اور فیصلوں کی پیروی کرنے کی فوقیت اور مستحب ہونا۔

۲۔دوسروں پر واجب ہے کہ مشاورتی کاؤنسل کے نتائج پر عمل کریں، لیکن رسولؐ پر واجب نہیں ہے۔

۳۔کیوں کہ رسولؐ وحی الٰہی کے مبلغ ہیں لہٰذا غلطی نہیں کر سکتے، اور تبلیغ دین اور احکام الٰہی کو بیان کرنے میں، جو کچھ آپؐ سے مربوط ہے اور جانتے ہیں، اس میں مشورت نہیں ہے۔

پیغمبرؐ حکومت اسلامی کے سربراہ بھی ہیں، اور اس منظر سے ایک حاکم اسلامی (جو کہ تاریخ میں بہترین اور پاکترین حکومت کے طور پر ابھری) بھی تھے، اپنے اصحاب کے ساتھ مشورت کو اہمیت دیتے تھے، اور ان کی آراء کو حکومتی فیصلوں میں شامل کرتے، اور اس طرح، حکومتی امور آسان ہو جاتے اور ساتھ ہی اصحاب یہ احساس کرتے کہ ان کو اہمیت دی جا رہی ہے، اور وہ حکومتی امور میں شامل ہوئے ہیں۔

۱۔ سید قطب، فی ظلال القرآن، ج ۵، ص ۲۲۹

۲۔ سید محمد باقر الصدر، الاسلام یقود الحیاۃ، ص ۱۵۲

نتیجہ

اسلام اور پیغمبر اکرمؐ مشورت کو بہت اہمیت دیتے تھے اور یہ ان کے حکومتی اہم اصولوں میں سے ایک بنیادی اصل تھا۔ عظیم انبیائے الٰہی، انسانی عقل اور سوچ کی بلوغ اور کمال کے لئے بہت اہتمام کرتے تھے۔ ان کی رہنمائیوں اور عملی اقدامات میں سے ایک اہم رکن، مشورت اور مناظرہ کے کلچر کی ترویج ہے۔ انسان کو ہمیشہ خطا اور غلطی کا سامنا رہتا ہے، اور حکمت یہ مانتی بھی ہے کہ اس کے نقصانات کم ہونے چاہئے تاکہ اس کی زندگی سعادت اور توفیق کے راستے پر گامزن رہے۔

دینی متون اور معصومینؑ کی روایات میں، ہم فکری اور مشورہ کے کلی اصول اور راستے بیان کئے گئے ہیں، لیکن اس کی تفصیلات اور کام کرنے کے طریقے مختلف مواقع پر الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ تاریخ اسلام میں، اس اہم اصل پر پابند رہنے کی وجہ سے بہت سی کامیابیاں اور کمالات حاصل ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں اہم ترین مثال نظام مقدس جمہوری اسلامی ایران کی تشکیل کو مانا جاسکتا ہے۔ حکومتی امور، نظام کی تشکیل کے وقت امام خمینیؒ اور انقلاب اسلامی کی مشاورتی کاؤنسل کے زیر نظر انجام پائے اور ان کی عمر مبارک کے دوران حکومتی آئین میں جو انتظامات کئے گئے، مشاورتی کاؤنسل (شورا) نے فیصلہ کرنے کی ہر سطح پر، انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔

منابع ومآخذ:

- ابن فارس، معجم اللغۃ، مصر، ۱۳۹۰
- فیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر، طبع مصر، ۱۳۱۳
- جوہری، صحاح اللغۃ، طبع ایران، ۱۳۷۹
- خراسانی، محمد کاظم، کفایۃ الاصول، مؤسسہ نشر اسلامی حوزہ علمیہ قم، ۱۳۶۹
- قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر قمی، دار الکتاب، قم، ۱۴۰۴ق
- ابن یعقوب، محمد، تاریخ یعقوبی، نشر دانش اسلامی، تہران، ۱۴۰۵
- مظفر، محمد رضا، اصول فقہ، جہان پبلیشرز، تہران
- طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج ۳، مؤسسہ الاعلمی، بیروت، ۱۴۰۳-۱۹۸۳
- ابن العما (شہاب الدین ابی الفلاح) شذرات الذہب، دار ابن کثیر بیروت، ۱۴۰۳- ۱۹۸۶
- ابن کثیر، الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت
- مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، وزارت ارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۶۵